Paigham Sulh, 6 March 1928
www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

ویدوں کے رشی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل ودیارتھی سنسکرت کی قلم سے)

خوشا نصیب ہندوستان کہ جس کی خاک میں ان بزرگ ہستیوں کے ذرات کی چمک ہے کہ جنہوں نے اس جنت نشان کے اندر اس تمدن کو پیدا کیا جو اس قدر عرصہ دراز گزر جانے کے بعد بھی اقوام عالم کے لئے باعث حیرت و عبرت ہے۔ جن کی زبان اور جن کا لٹریچر علما کی ایک بہت بڑی جماعت کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہے۔ اس وقت ان رشیوں کی اولاد ترقی کے ایک نئے دور میں سے گزر رہی ہے۔ وہ قوم جس کا ماضی قدیم تمدن کی ایک زندہ یادگار ہے۔ یہ کس قدر افسوس اور رنج کی بات ہے کہ اس کی گزشتہ تاریخ پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور مادر ہند کے بہت فرزند خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ ماضی کی غلط کاریوں اور استقبال کی بیداری کے لئے ضرورت ہے سچے اور صحیح واقعات کی جن کا مطالعہ علم النفس کی روشنی میں کیا جائے۔

ہندو علما کی ایک بڑی جماعت کا اب یہ ایک قطعی فیصلہ ہے کہ ویدوں کے اندر جس قسم کے تمدن اور خیالات کے آثار ملتے ہیں وہ ان شخصیتوں کے زور بازو اور کلام کا نتیجہ ہیں جن کو ویدوں کی زبان میں رشی یا شاعر کہا گیا ہے۔ اور وہی رشی یا شاعر ویدوں کے مصنف تھے۔ اس لئے مادر ہند کے ان قابل فرزندوں کے متعلق ہمیں سب سے پیشتر اپنی تحقیقات کے دائرہ کو مکمل کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں یہ افسوس ہے کہ اس وقت تک اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی قابل ذکر کتاب نہیں لکھی گئی کہ جس میں ان علمائے سلف کے سوانح حیات اور خیالات کو یکجا جمع کیا گیا ہو۔ اگر ہم ہندوستان کے اس تمدن کو جس کو ویدک زمانہ کی تہذیب کہا جاتا ہے۔ دوبارہ ہندوستان میں لانا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قومیں ابن الوقت مصلحت پرست سیاسی گرگٹوں اور بلند آہنگ اخبار نویسوں کی جذبہ انگیز افسانہ طرازیوں سے نہیں بلکہ اپنے تاریخی ماضی کے بعد افراد کی اعلےٰ ذہنی اور اخلاقی قابلیتوں سے بنتی ہیں اور اس کے لئے ہمیں ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم اپنے اعلےٰ ملکی و مذہبی ہیروز اور ریفارمروں کے سوانح حیات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں۔ اور یہ چنی ہوئی کلیاں ہماری مشام روح کو طاقت و قوت پہنچائیں اور اگر ہم فی الحقیقت ویدک تہذیب کو تمدن یورپ پر قربان کئے بیٹھے ہیں تو پھر ملک و قوم کو اس ویدک تہذیب کے طلسم ہوش ربا میں نہ پھنسائیں۔ بلکہ مندروں اور معبدوں میں بھی سنسکرتی استوتروں کی بجائے مغرب کے گیت گائیں اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم ویدوں کے رشیوں کے سوانح حیات کا ایک گلدستہ اس امید کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ شاید اسی کی تند و تیز خوشبو سے آریہ ورت کے خواب ہیں اپنی گہری نیند سے بیدار ہوں

مہرشی وشوامتر کا نسب اور خاندانی حیثیت!

ہندوستان کی پرکیف فضا میں سب سے پیشتر جو روشنی افق پر نمودار ہوئی وہ رگوید کے مجموعہ حاضرہ کی زبان میں وشوامتر کہلائی جو اپنے حسب و نسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے دوگونہ روشنی سے منور ایک ستارہ تھا۔ "دیو جادیو جاتو" (دیوتا نسب اور دیوتا خصلت) اس کی شان میں وید کے الفاظ ہیں بلحاظ نسب وہ اگر مشہور چھتری قوم چندر بنسی راجہ پرروا والی قنوج کے خاندان سے راجا کشک کے بیٹے گادھی کا نور چشم تھا تو ذاتی شخصیت کے اعتبار سے خود جناب اندر کا کال ظل اور اوتار تھا۔ کہتے ہیں کہ راجا کشک کی خواہش تھا کہ بیٹے کشک نے اندر دیوتا جیسا طاقتور بیٹا اپنے ہاں پیدا ہونے کی امید میں ریاضت شاقہ اختیار کی اس پر اندر نے خوش ہوکر اس کو یہ بشارت دی کہ میں خود جنم لے کر تیرے گھر میں جلوہ افروز ہونگا۔ حسب بشارت اندر وشوامتر کی شکل میں وجود پذیر ہوا۔ سائن آچاریہ اپنی رگوید کی تفسیر۔ رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۰ منتر ۱۱ پر لکھا ہے کہ اسی لئے اندر کو وید میں کشک کا بیٹا کر کے پکارا گیا ہے۔ رگوید کی انوکرمنیکا میں بھی یہی قصہ درج ہے۔ اس لئے یہ کوئی غیر مستند حوالہ نہیں بلکہ رگوید منڈل ۳۔ سوکت ۵۳ منتر ۹ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ وشوامتر کشک خاندان سے تھا۔

یہ رشی رگوید کے تیسرے منڈل کا مصنف ہے۔ چنانچہ رگوید کی فہرست مضامین (انوکرمنی) میں زمانہ قدیم سے لکھا چلا آتا ہے۔

"اسیہ منڈل درشٹہ وشوامترا رشی"

کہ اس تیسرے منڈل کا رشی وشوامتر ہے۔ اس لئے صرف اس تیسرے منڈل کے متن میں بھی اس کا نام ۹ مرتبہ اور اس کے خاندانی بزرگ کشک کا نام نو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ باقی سارے رگوید میں اس کا نام تین مرتبہ سے زیادہ نہیں ملتا۔ ابتدا میں یہ رشی ترتسو قوم کے راجا سداس کا پروہت تھا۔ چنانچہ نرکت جو ویدوں کی نہایت معتبر اور مستند لغت ہے اس میں لکھا ہے:۔

"وشوامترہ رشہ سداسہ پیجوانسیہ پروہتو بھبو"

"رشی وشوامتر پیجون کے بیٹے سداس کا پروہت ہوا ہے" (نرکت ادھیائے ۲ کھنڈ ۲۴)

کچھ عرصہ کے بعد وشوامتر نے راجا سداس کو چھوڑ دیا۔ اور بھرت قوم کے ساتھ جا ملا۔ جو سداس کے ساتھ برسر پیکار رہتی۔ اس کی وجہ سداس کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور وششٹ رشی کی بیجا حمایت تھی جو سداس کا رقیب تھا۔ رگوید سے اس کا ثبوت یوں بھی مل سکتا ہے کہ وششٹ رشی کے منتروں یعنی منڈل سات میں سداس راجہ کا نام ۲۰ دفعہ سے زیادہ آیا ہے اور وشوامتر کے منتروں یعنی منڈل ۳ میں صرف ۲ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔

وشوامتر کا دریا روکنے کا معجزہ

سداس راجا سے رخصت ہوکر وشوامتر نے دریائے ستلج اور بیاس کے سنگم (مقام اتصال) کے قریب ایک نہایت عظیم الشان معجزہ دکھایا۔ جو بھرتوں میں آج تک بطور یادگار مشہور ہے۔ یہ واقعہ کہا جاتا ہے کہ "ہری کے پتن" یا گنرہری کی وجہ تسمیہ سمجھا جاتا ہے۔ اور رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۳ میں اس کا ذکر فخریہ لہجہ میں کیا گیا ہے۔ اور دریا کے ساتھ وشوامتر کا مکالمہ بزبان حال مذکور ہے۔ اس نے منتر پڑھ کر دریاؤں کو تو روک لیا۔ مگر بھرتوں کو سداس کے مقابلہ میں کامیاب نہ کر سکا۔ وہ اس وقت اپنی شکست خوردہ بھرتوں کو ساتھ لے کر آرہا تھا پیچھے سے دشمنوں کے تعاقب کا خوف تھا آگے دریا موجزن تھے۔ کہ وشوامتر کی کرامت کام آئی اور وہ بنی اسرائیل کی طرح دریا سے صحیح و سالم پار اتر گئے۔

وشوامتر اور وششٹ کی باہمی آویزش

وششٹ رشی کے ساتھ ان کی اچھی خاصی دشمنی تھی۔ والمیکی رامائن کانڈ ا شلوک ۵۱-۶۵ میں لکھا ہے کہ وشوامتر نے اپنے اقبال کے دنوں میں وششٹ کی کٹیا کو ملاحظہ کیا۔ اور بہت سی عجیب گائیں وہاں دیکھ کر بے شمار رتھ اسنے ان کے بدلے میں پیش کئے مگر وششٹ نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وشوامتر نے اس سے جبراً چھین لینے کی تیاری کی اور ایک عرصہ تک یہ کشمکش جاری رہی۔ اور اس کا نتیجہ وشوامتر کی شکست تھی۔ اس کی وجہ یہ سمجھی گئی کہ وشوامتر ذات کا کشتری تھا اور وششٹ برہمن اور ویدک دھرم کی تصریحات کی بنا پر کشتری کسی صورت میں بھی برہمن پر غالب نہ آ سکتا تھا۔ اس لئے وشوامتر نے سب کام چھوڑ کر پہلے برہمن پن کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ حوالجات تو یہی کہتے ہیں کہ آپ نے ہزاروں برس تک ریاضتہائے شاقہ اسی لئے اختیار کیں۔

وشوامتر کا تصور ایک عورت توڑتی ہے

اسی اثنا میں یہ واقعہ بھی رونما ہوا کہ مینکا نام ایک خوبصورت عورت نے آپ کی عبادت میں خلل ڈالنے کی نیت سے پھسلانا چاہا۔ آپ اس وقت سمادھی لگائے (تصور جمائے) بیٹھے تھے یہ عورت کا چتر چل گیا۔ اور اس عورت کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بازاروں میں عام طور پر اس کے متعلق تین مختلف تصاویر ہندوؤں کا نوں پر آویزاں نظر آتی ہیں۔ آخری تصویر میں مینکا لڑکی کو لے کر وشوامتر کے پاس آتی ہے۔ اور وہ اپنا منہ دوسری طرف موڑ کر اپنے بازو سے آنکھیں بند کئے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ لڑکی جو اس تپو بھنگ (تصور شکن) واقعہ سے پیدا ہوئی ہندوستان کی تاریخ میں ایک مشہور عورت گزری ہے۔ جس کا نام سکنتلا تھا (اسی سکنتلا کے نام پر کالیداس مشہور ہندی شاعر نے سکنتلا ناٹک لکھا ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وشوامتر کو اپنی اس فروگذاشت پر سخت ندامت ہوئی اور انہوں نے اس لڑکی کی شکل تک دیکھنا گوارا نہ کی۔ مہرشی کی اس بے اعتنائی کو دیکھ کر مینکا کو سخت غصہ آیا اور وہ اس ننھی جان کو جنگل میں پھینک کر چلی گئی اس کے تھوڑی دیر بعد کنو رشی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اور انہوں نے اس بچی کو اٹھا لیا اور اپنی کٹیا میں لا کر اس کی پرورش کا انتظام کیا۔ یہ لڑکی جوان ہو کر راجہ دشینت کے عشق کا شکار ہوئی جو شکار کھیلتا ہوا اتفاقاً ادھر آ نکلا تھا۔

(باقی آئندہ)